إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ...

۲، ۶، ۱۰، ۱۴، ۱۸، ۲۲، ۲۶ و ۳۰

تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ ایں دار قادیان بینی - | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی -

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے ۵ روپیہ
۲- خواص و معاونین سے ۱۰ روپیہ
۳- ہندوستان سے باہر ۶ روپیہ
۴- غیر مذاہب والوں سے ۶ روپیہ ۱۲ آنہ
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲ روپیہ ۱۲ آنہ

نوٹ

۸ آنہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۱۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۲۳ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲
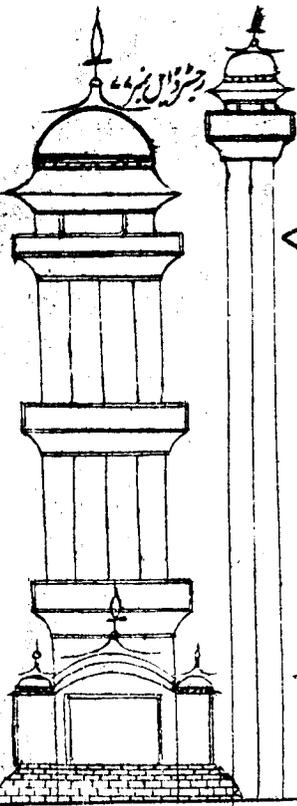
خطبہ نکاح

جو حضرت حکیم الامۃ نے صاحبزادی صاحبہ مبارکہ بیگم کے نکاح کی تقریب پر جو ۱۷ فروری ۱۹۰۸ء کو ۵۶ ہزار مہر پر نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سے ہوا مسجد اقصیٰ میں پڑھا ——— ایڈیٹر

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له

و

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده ورسوله

اما بعد اعوذ بالله من الشيطان الرجيم
بسم الله الرحمن الرحيم

(خطبہ مسنونہ کی آیات پڑھیں)

نکاح نام ہے اس تقریب کا جب کسی عورت یا لڑکی کا کسی مرد کے ساتھ رشتہ یا عقد کیا جاتا ہے۔ اس میں اولاً اللہ تعالیٰ کی رضامندی دیکھ لی جاتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہے یا نہیں؟ پھر یہ دیکھا جاتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ضابطہ اور عملدرآمد کے موافق ہے یا نہیں؟ پھر لڑکیوں کے ولی کی رضامندی ضروری ہے اگر ولی رضامند نہ ہوں اور پھر کوئی نکاح ہو تو ایسے نکاح بدیوں میں ملجاتے ہیں اور ان کے نتائج خراب اور ناگوار ہوتے ہیں۔ ایسا ہی لڑکوں اور لڑکیوں کی رضامندی بھی ضروری ہے ان پانچ رضامندیوں کے بعد گویا نکاح ہوتا ہے اور اگر ان میں کسی ایک کی بھی نارضامندی اور مخالفت ہو تو پھر اس میں مشکلات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ پانچ رضامندیاں کیا ہیں حق سبحانہ تعالیٰ کی اجازت (یعنی ان رشتوں میں نہ ہو جن کی ممانعت کی گئی ہے) آپ کے ہبط وحی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد والیوں اور طرفین کی رضامندی کے بعد جب ایک فریق منظور کرتا ہے اور دوسرا اس کو قبول کرتا ہے تو یہ **نکاح** ہوتا ہے۔

قسم قسم کی بدیوں اور شرارتوں کو روکنے کے لئے **اعلان** اور **خطبہ نکاح** آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی۔ اعلان نکاح میں دوست و دشمن کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے جہاں ایک دوسرے کی غلطیوں سے آگاہی ہو جاتی ہے وہاں وراثتوں اور جائیدادوں کے جھگڑوں میں کوئی دقت پیدا نہیں ہوتی۔ اور خطبہ کے کئی اغراض ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ **عربی زبان کی حفاظت** ہو یہ زبان ایسی زبان ہے جس کے ساتھ دین۔ رسول۔ اور قوم رسول کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کی کتاب اسی زبان میں ہے اس کتاب کی حفاظت کے مختلف سامان اور ذریعے ہیں ان میں سے ایک اس زبان کی حفاظت بھی ہے اس لئے اس کو مسلمانوں کے تمام عظیم الشان کاموں سے تعلق ہے۔ ان کے دینی عظیم الشان کام نماز۔ اقرار باللسان۔ حج۔ روزہ۔ زکوٰۃ ہیں۔ سوشل معاملات میں نکاح سب سے بڑا کام ہے۔ تمدنی امور میں تجارت زراعت بھی اعلیٰ کام ہیں ان سب امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ ائمہ دین۔ اولیاء امت۔ سلف صالحین اور حضرت امام الزمان نے کچھ نہ کچھ الفاظ عربی زبان کے لازمی قرار دیئے ہیں۔ مثلاً **اقرار باللسان** میں **لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله**

امام صاحب جب بیعت لیتے ہیں تو بہت سے عربی الفاظ بیان فرماتے اور معاہدہ لیتے ہیں۔ عربی کے الفاظ کی سنت متوارثہ کو مجدد الوقت نے بیعت کے الفاظ اور معاہدات میں لازم رکھا ہے عورتوں کی بیعت میں بھی میں نے سنا ہے ایسا ہی کرتے ہیں اور مردوں کی بیعت میں تو دیکھا ہے۔

اقرار باللسان کے بعد اعلیٰ شان کی چیز نماز ہے اگر کسی نے ضائع کی تو اس نے اپنا دین ضائع کیا اور سچ تو یہ ہے کہ کفر اور اسلام کا تفرقہ اسی میں واقع ہوا ہے اس کا سلام بھی عربی دیکھ لو سوائے اس حصہ کے جو انسانی ضرورتوں۔ حاجتوں اور مشکلات کے لئے دعاؤں کا ہے اس کے لئے امام نے اجازت

دی ہے کہ اپنی زبان میں دعائیں مانگ لو۔ اور اس سے پہلے امام ابو **حنیفہ** نے بھی اجازت دی ہے مگر پھر بھی اگرچہ ضرورتاً اپنی زبان میں دعاؤں کی اجازت تو دی ہے لیکن مسنون دعاؤں کے ساتھ عربی کو ضائع نہیں کیا یہ اجازت نہیں دی کہ

نماز اپنی زبان میں پڑھو

ایسا ہی حج میں لبیک اللھم لبیک لا شریک لک وغیرہ کلمات عربی میں ہیں یا جمعہ کے خطبے عیدین کے خطبے نہ سننے میں ایک حصہ عربی میں ہوتا ہے۔ اسی طرح روزہ کے متعلق جو دعائیں ہیں وہ عربی میں ہیں اسی طرح ہر ایک کام میں یہاں تک کہ بول و براز کے وقت کے لئے بھی ایک حصہ عربی کا رکھا ہے۔ ایسا ہی **خطبہ نکاح** ہو جوانوں۔ بڈھوں کے لئے لازمی ہے اس میں بھی عربی کا ایک حصہ رکھا ہے **بنو امیہ** نے عربی زبان کی وسعت اور حفاظت میں بڑی کوشش کی اور انھوں نے اپنی سلطنت میں اس کو مادری زبان بنا دیا یہاں تک کہ الجزائر مراکش فاس میں اس کو مادری زبان ہی بنا دیا۔ مشرق میں البتہ یہ دقت رہی کہ درباری زبان (فارسی) کو بڑھاتے بڑھاتے اصل زبان کا درس تدریس مشرق سے مفقود ہو گیا میں نے بار بار کوشش کی ہے کہ اگر عام مسلمان اور خاصکر ہمارے امام کی جماعت روزمرہ کے کاموں کے عربی الفاظ کو یاد کر لے تو اسے قرآن شریف کا ایک حصہ یاد ہو جاوے لیکن افسوس سے کہا جاتا ہے کہ اس طرف بہت کم توجہ ہے اور جو یہاں رہتے ہیں وہ بھی پوری توجہ نہیں کرتے۔ **لغات القرآن** جو یہاں چھپی ہے ایک مفید اور عمدہ کتاب ہے جو بڑی محنت سے لکھی گئی ہے اور ہم نے دیکھا ہے کہ حضرت امام نے بھی اس کی تعریف کی ہے لیکن اس کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ اس کتاب سے فائدہ اٹھایا جاوے تو قرآن شریف کے سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے

غرض

قرآن مجید کی حفاظت کا ایک ذریعہ عربی زبان کی حفاظت بھی ہے اور اس کی طرف مسلمانوں کو توجہ کرنی چاہئے۔ اور خصوصاً ہماری جماعت کو بہت متوجہ ہونا چاہئے۔

میں نے اس نکاح کی تقریب پر اسی سنت متواترہ پر عمل کرنے کے لئے عربی زبان میں خطبہ پڑھا ہے مگر ظاہر ہے کہ ایسے میں کہ نہ خطبہ سننے کی غیرت نہ کہنے کا موقع۔ ایک طرف حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں انکو ہم سنانے نہیں آئے بلکہ

ان سے سننے آئے ہیں

پس اگر میں تصریح کروں تو میرا نفس مجھے ملامت کرتا ہے ہاں جو کچھ میں عرض کروں گا یا کہا ہے یہ غرض

حضرت امام کے حکم کی تعمیل ہے

عربی زبان کی تائید میں اس لئے کہا ہے کہ اس متواتر سنت کو تمہارے کانوں تک پہنچاؤں جس سے رسول کی زبان محفوظ رہے اور تم قرآن کریم کی ارفع اطیب زبان میں ترقی کرو۔

اب اس کے بعد میں ان کلمات کا آسان ترجمہ سناتا ہوں جو ابھی میں نے پڑھے ہیں۔

اللہ جلشانہٗ جو ہمارا رب ہے اور بے مانگے اس نے نعمتیں دی ہیں اور پھر بلقدرت قوت اور استطاعت بھی اس نے دی ہے اور اس امکان سے جو **لیمکنن** میں وعدہ دیا ہے اس قدرت سے جو پاک نتیجے مترتب ہوں اس کے فضل سے ہوتے ہیں یا اسی کے فضل سے ہوتے ہیں اس کی ربوبیت عامہ۔ رحم۔ فضل۔ وسیع اور بلا مبادلہ ہے اور وہ رحم جو بالمبادلہ ہے وہ مالکیت چاہتی ہے ان سب نوازشوں اور مہربانیوں پر نگاہ کر کے بے اختیار دل سے نکلتا ہے

الحمد للہ

یعنے سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ مومن تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے کیا بلحاظ اس کے کہ پیدا کیا ہے اور یہ ایک عظیم الشان انعام انسان پر ہے کیونکہ ساری خوشیاں اور خوشحالیاں اس کے بعد ملتی ہیں کہ پیدا ہو۔ پھر پیدا بھی اپنے رب کے ہاتھ سے ہوا جو بتدریج کمالات تک پہنچاتا ہے۔ چونکہ وہ فی الواقعہ حمد کا مستحق ہے اس لئے ہم بھی

نحمدہ

کہتے ہیں یعنے ہم بھی ایسے رب کی حمد میں دلی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ بہت سے وجوہات ہیں جو ہم پر حمد الٰہی کو فرض ٹھیراتے منجملہ جناب الٰہی کی حمدوں کے یہ ہے کہ انسان کا حوصلہ ایسا وسیع نہیں کہ وہ ساری دنیا سے تعلق رکھے اور محبت کر سکے نبیوں اور رسولوں کو بھی جب تباہ کار سیہ روزگار شریروں نے دکھ دیا تو آخر ان میں سے ایک بول اٹھا

رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا

فی الحقیقت ایسا ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ شریر نفوس کی حیاتی بھی پسند نہیں کرتے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کا اتنا حوصلہ کہاں ہو سکتا ہے کہ سارے جہان سے اس کا مخلصانہ تعلق ہو پس اس سلسلہ کو وسیع کرنے کے باوجود محدود کرنے کے لئے نکاح کا ایک طریق ہے جس سے ایک خاندان اور قوم میں ان تعلقات کی بنا پر رشتہ اخلاص اور محبت پیدا ہوتا ہے

نکاح میں جو تعلق خسر کو داماد سے ہوتا ہے یا فرزندانہ تعلقات داماد کو خسر سے ہوتے ہیں وہ دوسرے کو نہیں ہوتے یہ سچی بات ہے کہ . . . . وہ تعلق جو صلبی اولاد اور داماد کے ساتھ ہو سکتا ہے اس میں سارا جہان کبھی شریک نہیں ہو سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے

شعوب اور قبائل

بنائے ہیں اور قوم در قوم بنا کر محبت کے تعلق اور سلسلہ کو وسیع کر دیا ہے اسی لئے جو لوگ نکاح نہیں کرتے احادیث میں ان کو بطّال کہا گیا ہے کیونکہ انکے تعلقات نوع انسان کیساتھ سچے تعلقات نہیں ہو سکتے مگر جن کے تعلقات سچے اور اسلام پر مبنی ہیں وہ جانتے ہیں کہ رشتہ کے سبب سے مخفی در مخفی محبت کا تعلق بڑھتا جاتا ہے اور پھر اولاد کی وجہ سے یہ تعلقات اور بھی بڑھتے ہیں اور اس طرح یہ دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے ایسا ہی رنج مصیبت میں بار غم گسار اور ایسے احباب کی ضرورت ہے جو اس میں شریک ہو کر اسے کم کریں ان صورتوں میں اس قسم کے تعلقات اور روابط مفید ہیں ان ساری باتوں پر جب ہم غور کرتے ہیں تو پھر بے اختیار **نحمدہ**

کہتے ہیں اس حمد کے بھی مختلف رنگ ہیں یہاں ہی دیکھو کہ جو لڑکے ہیں وہ صرف اسی لئے جمع ہیں کہ کچھ چھوہارے ملینگے ان کا الحمد اپنے ہی رنگ کا ہے یہ بھی ایک مرتبہ ہے اور عوام اور بچوں کا یہیں تک علم ہے ایک وہ ہیں جنہوں نے الحمد ہی سے نبوتوں کو ثابت کیا اور مذاہب باطلہ کا رد کیا ہے تین مرتبہ میں نے حضرت صاحب کی تفسیر الحمد پڑھی ہے ایک براہین میں پھر کرامات میں اور پھر اعجاز المسیح میں اسے پڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ الحمد کا اعلیٰ مقام وہ ہے جہاں یہ پہنچے ہیں۔ یہ بھی الحمد کے ایک معنے ہیں اور ایک متوسط لوگ ہیں میں بھی ان میں ہی ہوں یہ اپنے رنگ میں الحمد کے معنے سمجھتے ہیں۔ اور ان کی حمد اپنے رنگ کی ہے یہاں ناطے رشتے ہوتے ہیں اور ان تقریبوں پر مجھے حضرت امام کے حکم سے موقع ملتا ہے کہ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

کروں اس لئے میں اس فضل پر بھی حمد الٰہی کرتا ہوں۔ میں یوں تو عجیب عجیب رنگوں میں حمد کرتا ہوں مگر اس وقت کی حسب حال یہی وجہ ہے جو میں نے بیان کی ہے اور یہ معمولی فضل نہیں ہے مگر یہ توفیق اور فضل اللہ ہی کی مدد سے ملتا ہے اسلئے

نستعینہ

ہم اسی کی مدد چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی مدد ہی شامل حال ہو تو بات بنتی ہے ورنہ واعظ میں ریا۔ سمعت۔ دنیا طلبی پیدا ہو سکتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو اپنا معبود اور محبوب بنا لیتا ہے جب اس کے دل میں مخلوق سے اپنے کلام اور وعظ کی داد کی خواہش پیدا ہو۔ واعظ کے لئے یہ امر سخت مہلک ہے پس میں خدا کی حمد کرتا ہوں اور اسی کے فضل سے حمد کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل ہاں اپنے فضل ہی سے مجھے مخلوق سے مستغنی کر دیا ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی مدد کب ملتی ہے یہ مدد اس وقت ملتی ہے جب انسان میں بدی نہ ہو بدکار ایک وقت نیکی بھی کر سکتا ہے مگر نیکی اور بدی کی میزان اور ہر ایک کی کثرت اور قلت اسے نیک یا بد ٹھیراتی ہے۔

نیکیاں بہت ہوں تو نیک اور بدیاں زیادہ ہوں تو بدکار کہلاتا ہے بدی چونکہ بری ہے اور درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اس لئے جب حمد الٰہی کی توفیق اور جوش پیدا نہ ہو یا اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت نہ ملے تو ایسی حالت میں ڈرنا چاہیئے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ بدیاں غالب آ گئی ہیں۔ اس کا علاج کرنا چاہیئے اور وہ علاج کیا ہے استغفار اس لئے کہا **نستغفرہ** —

اللہ تعالیٰ کے وسیع قانون اور زبردست حکم اس قسم کے ہیں کہ انسان بعض بدیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے بڑے بڑے فضلوں سے محروم رہ جاتا ہے جب انسان کوئی غلطی کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے کسی حکم اور قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ غلطی اور کمزوری اسکی راہ میں روک ہو جاتی ہے اور یہ عظیم الشان فضل اور انعام سے محروم کیا جاتا ہے

استغفار کیا ہے؟ پچھلی کمزوریوں کو جو خواہ عمداً ہوں یا سہواً غرض ما تقدم و ما تاخر جو نہ کرنے کا کام آگے کیا اور جو نیک کام کرنے سے رہ گیا ہے اپنی تمام کمزوریوں اور اللہ تعالیٰ کی ساری نارضامندیوں کو ما اعلم و ما لا اعلم کے نیچے رکھکر اور آئندہ کے لئے غلط کاریوں کے بدنتایج اور بد اثر سے مجھے محفوظ رکھ اور آئندہ کے لئے ان بدیوں کے جوش سے محفوظ فرما یہ ہیں مختصر معنے استغفار کے۔

پھر ایک اور بات بھی قابل غور ہے حضرت امام نے اس زمانہ کو امن کے لحاظ سے نوح کا زمانہ کہا ہے۔ حضرت نوح نے جب اپنی قوم کو وعظ کیا اور خدا تعالیٰ کا پیغام اسے پہنچایا تو کیا کہا

استغفروا ربکم انہ کان غفارا ہ یرسل السماء علیکم مدرارا ہ ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنٰت ویجعل لکم انہارا ہ

استغفار کے برکات اور نتایج ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام نے انسانی ضروریات کی جہت سے بیان فرمائے ہیں غور کر کے دیکھ لو کیا انسان کو انہیں چیزوں کی ضرورت دنیا میں نہیں ہے؟ پھر ان کے حصول کا علاج

استغفار ہے

امن کے زمانہ میں چیزوں میں گرانی ہوتی ہے اور یہ امن کے لئے لازمی امر ہے نادان کہتا ہے ایک وقت روپیہ کا من بھر گیہوں ہوتا تھا اور پانچ سیر گھی مگر وہ نہیں سمجھتا کہ وہ زمانہ امن کا زمانہ نہ تھا۔ اس لئے تبادلہ تجارت کے لئے لوگ گھر سے مال نکال نہ سکتے تھے۔ اور جب امن ہوتا ہے تو تبادلہ اشیاء کی وجہ سے اموال بڑھ جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی فضولیاں بھی بڑھتی ہیں غرض استغفار ایسی چیز ہے جو انسان کی تمام مشکلات کے حل کے لئے بطور کلید ہے اس لئے خدا تعالیٰ کی حمد اور اس کی استعانت کے لئے

استغفار کرو

مگر استغفار بھی اس وقت ہوتا جب اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو اس لئے فرمایا

ونؤمن بہ

اور ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ جمیع صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ ہے وہ اپنی ذات میں اپنے صفات میں اسماء اور محامد اور افعال میں وحدہ لاشریک ہے وہ اپنی ذات میں یکتا۔ صفات میں بے ہمتا اور افعال میں لیس کمثلہ شیء اور بے نظیر ہے اور اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنی رضامندی اور نارضامندی کی راہوں کو ظاہر کرتا رہا ہے اور ملائکہ کے ذریعہ اپنا کلام پاک اپنے نبیوں اور رسولوں کو پہنچاتا رہا ہے اور اس کی بھیجی ہوئی کتابوں میں آخری کتاب **قرآن شریف** ہے جس کا نام فصل شفاء۔ رحمۃ اور نور ہے اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبین ہیں اور اب کوئی نبی اور رسول آپ کے سوا نہیں ہو سکتا اس نعمت بھی جو آیا وہ آپ کا

غلام ہو کر آیا ہے

اللہ تعالیٰ پر ایمان کا یہ خلاصہ ہے **ایمان باللہ** جب کامل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو اس نے یہ تعلیم دی

ونتوکل علیہ

اور ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہیں۔ توکل سے یہ مطلب ہے کہ ہم میں یہ بات پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں جس مطلب اور غرض کے لئے بنائی ہیں وہ اپنے نتایج اور ثمرات اپنے ساتھ ضرور رکھتی ہیں اس لئے ایسا ایمان ہونا چاہیئے کہ لابد ایمان کے ثمرات اور نتایج ضرور حاصل ہونگے اور کفر اپنے بدنتایج دئے بغیر نہ رہیگا۔ انسان بڑی غلطی اور دھوکا کھاتا ہے جب وہ اس اصل کو بھول جاتا ہے اعمال اور اس کے نتایج کو ہرگز ہرگز بھولنا نہیں چاہیئے سعی اور کوشش کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ سب کچھ ہو مگر اصل بات یہ ہے کہ انسان اپنی کمزوریوں پر پوری اطلاع نہیں رکھتا اور اندرونی بدیوں میں ایسا مبتلا ہو جاتا ہے جو حبط اعمال ہو جاتا ہے اور اصل مقصد سے دور جا پڑتا ہے۔ شیطان انسان کو عجیب عجیب راہوں سے گمراہ کرتا ہے اور نفس ایسے دھوکے دیتا ہے اس لئے یہ تعلیم دی

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا

یعنے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں بڑی پناہ اور معاذ اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ ہے جو ساری قوتوں اور قدرتوں کا مالک ہے اور ہر نقص سے پاک اور ہر کامل صفت سے موصوف ہے۔ کس بات سے پناہ چاہتے ہیں من شرور انفسنا انسان کی اندرونی بدیاں اور شرارتیں اس کو ہلاک کر دیتی ہیں مثلاً شہوت کے مقابلہ میں زیر ہو جاتا ہے اور ترک عفت کرتا ہے بدنظری اور بدکاری کا مرتکب ہو جاتا ہے حلم کو چھوڑتا ہے اور غضب کو اختیار کرتا ہے اور کبھی قناعت کو جو سچی خوشحالی کا ایک بڑا ذریعہ ہے چھوڑ کر حرص و طمع کا پابند ہوتا ہے غرض یہ نفس کا شر عجیب قسم کا شر ہے اس کے پنجہ میں گرفتار ہو کر انسان بدی کو نیکی اور نیکی کو بدی بنا لیتا ہے اور ہر شخص کو اس کے حسب حال دھوکا دیتا ہے مولویوں کو ان کے رنگ میں اور پیر جیسے انسان کو اپنے رنگ میں غرض عجیب عجیب امتحان ہوتے ہیں نعوذ ایسا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نعوذ پر ختم فرمایا ہے۔ اس لئے کبھی اس سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔

نفس کا شر اور اعمال کا شر اس کے بدنتایج ہوتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں انسان نہ آجاوے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور پھر کوئی اسے بامراد نہیں کر سکتا اور نہ بچا سکتا ہے اسی طرح اخلاص اور نیکی کے ثمرات نیک ہوتے ہیں ایسے شخص کو جب وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاتا ہے کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔ اس لئے فرمایا

من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ

ان سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے

ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ

یہ خلاصہ اور اصل عظیم الشان اصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اپنا معبود۔ محبوب۔ اور مطاع نہ بناؤ۔ اور زبان۔ آنکھ۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں غرض کل جوارح اور اعضا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہوں۔ کوئی خوف اور امید مخلوق سے نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنیں اور اس کے حکم کے مقابل کسی اور کے حکم کی پروا نہ کریں فرمانبرداری کا اقرار اور امتحان مقابلہ کے وقت ہوتا ہے ایک طرف قوم اور رسم و رواج بلاتا ہے دوسری طرف خدا تعالیٰ کا حکم ہے اگر قوم اور رسم و رواج کی پروا کرتا ہے تو پھر اسکا بندہ ہے اور اگر خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور کسی بات کی پروا نہیں کرتا تو پھر خدا تعالیٰ پر سچا ایمان رکھتا ہے اور اس کا فرمانبردار ہے

اور یہی عبودیت ہے

قرآن مجید نے اسلام کی یہی تعریف کی ہے

من اسلم وجہہ للہ وہو محسن

سچی فرمانبرداری یہی ہے کہ انسان کا اپنا کچھ نہ رہے اس کی آرزوئیں اور امیدیں اس کے خیالات اور افعال سب کے سب اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور فرمانبرداری کے نیچے ہوں میرا اپنا تو یہ ایمان ہے کہ اس کا کھانا۔ پینا۔ چلنا۔ پھرنا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہو تو مسلمان اور بندہ بنتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری اور رضامندی کی راہوں کو بتلانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چونکہ ہر شخص کو مکالمہ الٰہیہ کے ذریعہ الٰہی رضامندیوں کی خبر نہیں ہوتی ہے اگر کسی کو ہو بھی تو اس کی وہ حفاظت اور شان نہیں ہوتی جو خدا تعالیٰ کے ماموروں اور رسولوں کی وحی کی ہوتی ہے اور خصوصاً سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جس کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہزاروں ہزار ملائکہ حفاظت کے لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے کامل نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور وہی **مقتدا اور مطاع** ہیں۔

پس ہر ایک نیکی تب ہی ہو سکتی ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ

ہی کے لئے ہو اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے نیچے ہو۔ اس کے بعد میں نے چند آیتیں پڑھی ہیں۔ ان میں عام لوگوں کو نصیحت ہے کہ نکاح کیوں ہوتے ہیں اور نکاح کرنے والوں کو کن امور کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے معدوم سے بنایا ہے اور یہ شان ربوبیت ہے۔ نکاح بھی ربوبیت کا ایک مظہر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ

یہ ایک سورۃ کا ابتدا ہے اس سورۃ میں معاشرت کے اصولوں اور میاں بیوی کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے یہ آیتیں نکاح کے خطبوں میں پڑھی جاتی ہیں اور غرض یہی ہوتی ہے کہ تا ان حقوق کو مدنظر رکھا جاوے۔ اس سورۃ کو اللہ تعالیٰ نے یا ایہا الناس سے شروع فرمایا ہے۔ الناس جو انس سے تعلق رکھتا ہے وہ انسان ہے انسان جب انس سے تعلق رکھتا ہے تو میاں بیوی کا تعلق اور نکاح کا تعلق بھی ایک انس ہی کو چاہتا ہے تاکہ دو اجنبی وجود متحد فی الارادۃ ہو جائیں غرض فرمایا

لوگو! تقویٰ اختیار کرو۔ اپنے رب سے ڈرو وہ رب جس نے تم کو ایک جی سے بنایا اور اسی جنس سے تمہاری بیوی بنائی اور پھر دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔

خلق منہا زوجہا سے یہ مراد ہے کہ اسی جنس کی بیوی بنائی۔ اس آیت میں اتقوا ربکم جو فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کی اصل غرض تقویٰ ہونی چاہئے اور قرآن مجید سے یہی بات ثابت ہے نکاح تو اس لئے ہے کہ انسان احصان اور عفت کے برکات کو حاصل کرے مگر عام طور پر لوگ اس غرض کو مدنظر نہیں رکھتے بلکہ وہ دولت مندی حسن و جمال اور جاہ و جلال کو دیکھتے ہیں۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

علیک بذات الدین

بہت سے لوگ خط و خال میں محو ہوتے ہیں جن میں جلد تر تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کے قول کے موافق تو سات سال کے بعد وہ گوشت پوست ہی نہیں رہتا مگر عام طور پر لوگ یہ جانتے ہیں کہ عمر اور حوادث کے ماتحت خط و خال میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے یہ ایسی چیز نہیں جس پر انسان محو ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی اصل غرض

تقویٰ

بیان فرمائی۔ دیندار ماں باپ کی اولاد ہو دیندار ہو۔

پس تقویٰ کرو۔ اور رحم کے فرائض کو پورا کرو میں تمہارے لئے نصیحتیں کرتا ہوں۔ یہ تعلق بڑی ذمہ واری کا تعلق ہے میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے نکاح جو اغراض جب پر ہوتے ہیں ان سے جو اولاد ہوتی ہے وہ ایسی نہیں ہوتی جو اس کی روح اور زندگی کو بہشت کر کے دکھائے سان ساری خوشیوں کے حصول کی جڑ تقویٰ ہے اور تقویٰ کے لئے یہ گر ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے رقیب ہونے پر ایمان ہو

چنانچہ فرمایا ان اللہ کان علیکم رقیبا۔

جب تم یہ یاد رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقویٰ سے دور پھینک دیتی ہے بچو گے۔

دوسری آیت یہ ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا

اس میں بھی اللہ تعالیٰ تقویٰ کی ہدایت فرماتا ہے اور ساتھ ہی حکم دیتا ہے کہ پکی باتیں کہو۔ انسان کی زبان بھی ایک عجیب چیز ہے جو کافر ہے مومن اور گاہے کافر بنا دیتی ہے۔ معتبر بھی بنا دیتی ہے اور بے اعتبار بھی کر دیتی ہے اس لئے حکم ہوتا ہے کہ اپنے قول کو مضبوطی سے نکالو خصوصاً نکاحوں کے معاملہ میں۔ اس معاملہ میں پوری سوچ بچار اور استخاروں سے کام لو اور پھر مضبوطی سے اسے عمل میں لاؤ۔ جب تم پوری کوشش کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔

یصلح لکم اعمالکم

تمہارے سارے کام اصلاح پذیر ہو جائیں گے۔ تمہاری غلطی کو جناب الٰہی معاف کر دیں گے کیونکہ جب تقویٰ ہو تو اعمال کی اصلاح کا ذمہ وار اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے اور اگر نافرمانی ہو تو وہ معاف کر دیتا ہے۔ ان معاملات نکاح میں عجیب در عجیب کہانیاں سنائی جاتی ہیں اور دھوکہ دیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہی کا فضل ہو تو کچھ آرام ملتا ہے۔ ورنہ چالاکی سے کام کیا ہو اور دنیا میں بہشت نہ ہو۔ پھر فرمایا ہے بہت لوگ پاس ہونے کے لئے تڑپتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ اصل بات تو یہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کا مطیع ہوتا ہے وہ ہی حقیقی بامراد ہوتا اور

یہی حقیقی پاس ہے

پھر اس معاملہ میں تیسری آیت یہ ہے

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد

اس تیسری آیت میں بھی تقویٰ کی تاکید ہے کہ تقوی اللہ اختیار کرو۔ اور ہر ایک جی کو چاہئے کہ بڑی توجہ سے دیکھ لے۔

کہ کل کے لئے کیا کیا۔ جو کام ہم کرتے ہیں ان کے نتائج ہماری مقدرت سے باہر چلے جاتے ہیں۔ اس لئے جو کام اللہ کے لئے نہ ہوگا تو وہ سخت نقصان کا باعث ہوگا لیکن جو اللہ کے لئے ہے تو وہ ہمہ قدرت اور غیب دان خدا جو ہر قسم کی طاقت اور قدرت رکھتا ہے اس کو مفید اور مثمر ثمرات حسنہ بنا دیتا ہے یہ سب باتیں تقویٰ سے حاصل ہوتی ہیں۔

اس وقت جو مجمع ہے میں اس کی خوشی کا اظہار کروں تو بعض نادان بدظنی کریں گے مگر بدظنیاں تو ہوتی ہی ہیں مجھے ان کی پروا نہیں اور میں کسی رنگ میں مخلوق کی پروا کرنا اپنے ایمان کے خلاف یقین کرتا ہوں یہ امر اخلاص اور اسلام کے خلاف ہے۔ پس میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ اس تقریب کی وجہ سے مجھے بہت ہی خوشی ہے۔ اور کئی رنگوں میں خوشی ہے نواب محمد علی خان میرے دوست ہیں یہ نہ سمجھو کہ اس وجہ سے دوست ہیں کہ وہ خان صاحب یا نواب صاحب یا رئیس ہیں میں نے کسی دنیوی غرض کے لئے ایک سکنڈ سے بھی کم وقفہ کے لئے کبھی ان سے دوستی نہیں کی وہ خوب جانتے ہیں اور موجود ہیں مجھے ان کے ساتھ جس قدر محبت ہے **محض خدا کے لئے ہے** کبھی بھی نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر ان کی محبت میں کوئی غرض نہیں آئی ایک زمانہ ہوا میں نے ان سے معاہدہ کیا تھا کہ آپ کے دکھ کو دکھ اور سکھ کو سکھ سمجھوں گا اور اب تک کوئی غرض اس معاہدہ کے متعلق میرے واہمہ میں نہیں گذری ان کا یہ رشتہ کا تعلق حضرت امام علیہ السلام سے ہوتا ہے یہ سعادت اور فخر ان کی خوش قسمتی اور بیدار بختی کا موجب ہے ان کے ایک بزرگ تھے شیخ صدر جہان (علیہ الرحمۃ) ایک دنیادار نے ان کو نیک سمجھ کر اپنی لڑکی دی تھی مگر یہ خدا تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ ہے اور اس کی نکتہ نوازی ہے کہ آج محمد علی خان کو

سلطانِ دین نے اپنی لڑکی دی ہے

یہ اس بزرگ مورث سے زیادہ خوش قسمت ہیں۔ یہ میرا علم میرا دین اور ایمان بتاتا ہے کہ وہ حضرت صدر جہان سے زیادہ خوش قسمت ہیں۔

میں نہیں جانتا کہ میرا کون قوم ہے مگر میرا علم بتاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہوں حضرت عمر میرے جد امجد بڑے مہروں کو پسند نہیں کرتے تھے مگر ایک مرتبہ جب ایک عورت نے کہا قناطیر المقنطرہ بھی مہر ہو تو خدا نہیں روکتا تو عمر کون روکنے والا ہے اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عمر سے تو مدینہ کی عورتیں بھی افقہ ہیں۔ پس ایک فاروقی کے منہ سے ان

وقت ۵۶ ہزار کے مہر کو خفیف سمجھنا ضرور قابل غور ہے۔ کیا میرے جیسے آدمی کا مہر اتنا باندھا جا سکتا ہے۔ جس نے آیا تو کھا لیا کپڑا مل گیا تو پہن لیا۔ اس کا مہر تو اسی حیثیت کا چاہیئے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر ایک صحابی کو کہا کہ تیرے پاس کچھ ہے اُس نے جواب دیا نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا لوہے کی انگوٹھی ہی لے آ جب اُس نے اس سے بھی انکار کیا اور کہا کہ صرف تہ بند ہے تو اس کا مہر

بما معک من القرآن

فرمایا۔ فقہا نے اسپر اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تیری قرآن دانی کے بدلے اور بعض کہتے ہیں قرآن کی تعلیم دینے کے لئے

بہرحال

مہروں کا اندازہ انسان کے حالات پر ہوتا ہے چار سو درہم یا دو سو درہم یا پانچسو کا سلطانی یہ کوئی شرعی حدود یا قیود نہیں ہیں۔ پس جو لوگ کل کی بات کو غور سے سوچتے ہیں اُن کو اور بھی مشکلات ہوتے ہیں۔

بہرحال حضرت صاحب نے تمام امور کو مدنظر رکھکر ۵۶ ہزار مہر تجویز فرمایا ہے اور میری اپنی سمجھ میں یہ مہر ان حالات کے ماتحت جو خوانین کے ہاں پیش آتے ہیں کچھ بھی نہیں اور بہت تھوڑی رقم ہے تاہم حضرت صاحب نے بڑی رضامندی سے اس مہر پر مبارکہ بیگم کا نکاح کر دینا قبول فرمایا اس سے یہ اجتہاد نہیں ہو سکتا کہ نور دین جیسے کا بھی یہی مہر ہو مہر حالات کے لحاظ سے ہوتا ہے اس کے بعد ایجاب و قبول ہوا اور حضرت اقدس نے دعا فرمائی۔

ایک مفید رسالہ

مَیں نے پہلے بھی ایک مرتبہ رسالہ فتح الیزدان کے متعلق لکھا تھا کہ یہ مفید اور معقول رسالہ ایک دہریہ کے جواب میں لاجواب لکھا گیا ہے اس میں آریوں کے بعض مسلمہ عقاید روح و مادہ کے انادی ہونے پر بھی لطیف بحث ہے۔ ایسے رسالوں کی اشاعت بکثرت ہونی چاہیئے خصوصاً ان ایام میں جبکہ دہریت کی تند ہوا میں چل رہی ہیں نوجوانوں کے لئے ایسے رسالوں کا پڑھنا بہت مفید ہے ؎ قیمت پر بٹالہ ضلع گورداسپور منشی حسین بخش اپیل نویس سے ملے گا ؛

ہدیہ احقر

میری اے کاش تیری آستاں تک ہی رسائی ہو
مسیح پاک کے در کی مجھے حاصل گدائی ہو
مثال توتیا ڈالوں منور ہوں میری آنکھیں
اگر پائے مقدس کی ہی مٹی ہاتھ آئی ہو
مسیحا میرے آقا میرے ہادی اے میرے مولا
میری پہنچے سے جلدی نفس شیطان کے رہائی ہو
تیرے دیدار سے حاصل ہے دید مصطفےٰ مجھکو
کوئی خدمت مجھے قدموں میں رہنے کی بتائی ہو
میں ہوں بیمار فرقت یا حبیب اللہ خبر لیجے
مسیحائے زماں میری مرض کی تم دوائی ہو
بلا لیجے بلا لیجے مجھے قدموں میں یا حضرت
کہ اس عاصی کی قدموں میں تیری مشکل کشائی ہو
در اقدس کی مجھکو خاکروبی میں ہی لے لیجے
زہے قسمت اگر امید یہ میری بر آئی ہو
مَیں قرباں تیرے ہو جاؤں میرے مولا ترحم کر
خدا کے واسطے عاصی کی اب عقدہ کشائی ہو
بلائیں لوں تیرے سر کی فدا ہوں تیرے قدموں پر
دعاؤں کی گھٹا سر پر میرے حضرت کی چھائی ہو
دعا کیجے میرے مولا یہ نظارہ نظر آوے
مَیں ہوں قرباں میرے سر پر گھٹا رحمت کی چھائی ہو
ہے شکر ایزد متعال مقصد پا لیا آخر
الٰہی اب مجھے حاصل اسی در کی گدائی ہو
ہے فضل ایزدی ہم پر تجھے مبعوث فرمانا
بفضل اللہ ابد تک تیری قائم بادشاہی ہو
مبارک ہوں مجالس یہ جن میں دین کا چرچا
مبارک احمدی امت کو بزم مصطفائی ہو
کہاں ہیں منکران مہدی مسعود آ دیکھیں
لکھی تقدیر میں گران کی بھی کچھ روشنائی ہو
جری اللہ کی جرار فوجوں کو وہ آ دیکھیں
عجب کیا ان کی بھی دربار عالی میں رسائی ہو
وہ دیکھیں نصرت حق آکے شامل حال مرسل کے
اگر لکھی ہوئی تقدیر میں ان کی بھلائی ہو
تھے ناکامی میں کوشاں جنکی وہ صبح و مسا ظالم
نہ چھوڑی کوئی راہ انکو جو شیطاں نے دکھائی ہو
لگایا زور ناخن تک اسی میں مر مٹے آخر
مگر کوشش کسی کی اپنے برگ و بار لائی ہو
علم فتح و ظفر کا لے کے وہ میدان میں نکلا
بتاؤ گر کسی کاذب نے ایسی فتح پائی ہو
اُٹھا اس شیر یزداں کے مقابل جو گرا آخر
وہ آکر آزما لے اب بھی شامت جس کی آئی ہو
قصوری کر گیا ثابت قصور اپنا زمانے میں
بھلا ڈوئی سی بھی آخر کسی نے ذلت اٹھائی ہو
وہ لیکھو جلد پا لیکھوں کو روتا اپنے دُنیا سے
الٰہی دشمنوں کی اس کی ایسی ہی صفائی ہو
مرے سب دہلوی۔ امرتسری۔ جموئی لاہوری
ہو ملاں آریہ ہندو ہو یا کوئی عیسائی ہو
کہاں لدھیانوی۔ گنگوہی بھینی ہیں کوئی سوچو
تمہیں اے کاش ان کی موت نے عبرت دلائی ہو
غرض لاکھوں ہوئے تیر دعا سے ہیں تیری گھائل
بتائے جس نے اس تیر قضا سے جان بچائی ہو
تیرا تیر دعا تیر قضا بے ریب ہے مولا
وہ کھا کر آزمائے اب بھی شامت جسکی آئی ہو
جو کچھ دو چار ہیں باقی نشانہ پر ہیں وہ بیٹھے
انہیں کہدو کہ باز آئیں اگر ان کی رہائی ہو
ہو مژدہ ہندوؤں کو ان کے ہیں رودر گوپال
کرشن اوتار کے قدموں میں تم آکر فدائی ہو
مسیحا آ گئے دُنیا میں یہ کہدو نصاریٰ سے
حضوری میں چلو تا دین و دنیا کی بھلائی ہو
مسلمانوں چلو خدمت میں تم اس مہدیٔ دیں کی
کرو حاصل ہدایت اس سے تا دل کی صفائی ہو
یہ وہ مامور حق ہے منتظر جس کا تھا کل عالم
تمہیں اے کاش حاصل عقل و فہم و روشنائی ہو
میرے ہادی خطاؤں سے مری اب درگذر کیجے
نظر رحمت کی فرمائیں تو عاصی کی رہائی ہو
میری توبہ ہے یا حضرت میری توبہ میری توبہ
میری للہ مقبول شہ والا دُہائی ہو
کھڑا ہے احقر ناچیز درگاہ معلےٰ میں
مجھے تا زندگی حاصل اسی در کی گدائی ہو

انجمن حمایت اسلام اور مسلمانوں کا فرض

انجمن حمایت اسلام کے متعلق مجھے غیر معمولی طور پر الحکم میں لکھنا پڑا ہے اور اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ مسلمانوں کے ایک چلتے ہوئے کام کو دھکا لگے اور اس کی راہ میں روکیں پیدا ہوں۔ میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ انجمن کے بعض مخالفوں نے یہ کہکر بھی ایڈیٹر الحکم کو اسکے خلاف اُکسانے کی کوشش کی کہ انجمن احمدیوں کے خلاف ہے اور بعض ناگوار واقعات کو بھی یاد دلایا مگر میں اسکو پرلے درجہ کی دون ہمتی اور تنگ ظرفی

سمجھتا ہوں کہ کسی ایک یا دوسرے اختلاف کی وجہ سے یہ کوشش کروں کہ مسلمانوں کی اس مفید کام کرنے والی انسٹی ٹیوشن کو نقصان پہنچاؤں۔ اس قسم کے واقعات کے یاد دلانے کے بعد میں اپنی سمجھ کے موافق اخلاص سے ہٹ کر کام کرنے والا ٹھیروں گا اگر انجمن کے خلاف قلم اٹھاؤں کیونکہ میری مخالفت نفسانیت کی بنا پر ہوگی نہ حق پر۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ مذہب اور اعتقاد کے لحاظ سے **انجمن حمایت اسلام** مسلمانوں کے کسی فرقہ سے تعرض نہیں کرتی۔ یہاں تک کہ اس کی مجلسوں میں غالی شیعہ بھی میر مجلس ہو جاتے ہیں اور نیچری خیالات کے لوگ بھی۔ اگر کسی احمدی کو کبھی میر مجلس نہیں بنایا گیا یا اسے اپنی مجلس میں داخل نہیں کیا گیا تو یہ انجمن کے کسی ایک یا دوسرے فرد کا قصور نہیں ہے۔ اس میں اگر حاجی شمس الدین پر اعتراض ہو سکتا ہو تو خان بہادر محمد شفیع بھی بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میری بحث کا موضوع یہ پہلو نہیں ہوگا بلکہ میں تو اس شور و پکار پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں جو پیسہ اخبار وطن اور وکیل میں مچایا جاتا ہے۔ میں نے ان تمام تحریروں کو جو ان اخبارات میں انجمن کے خلاف شائع ہوتی ہیں نہایت غور سے پڑھا ہے اور انہیں خالی الذہن ہو کر کی ہے۔ میں بلا خوف لومۃ لائم یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ

یہ سارا جھگڑا محض نفسانیت کی بنا پر ہے

میں انجمن کے کام کو انسانی کام سمجھتا ہوں اور اس میں کسی غلطی یا سہو کا ہونا ناممکن نہیں ہے مگر جس رنگ میں شور مچایا گیا ہے اور مسلمان پبلک کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ ایسی راہ ہے کہ ان **طالبانِ اصلاح** کی اصلاح بعینہٖ حجام کی سی اصلاح ہے۔

اپنے مطالبات میں جو کچھ وہ پیش کرتے ہیں اس کی دفعہ ۲ کو جو لوگ غور سے پڑھینگے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ حاجی شمس الدین کو تو یہ لوگ بھی مستثنا کرتے ہیں اور ان کے خلاف ایک لفظ بھی کہنے کی جرات نہیں کر سکے۔ باقی بدوں نام دے یہ کہنا کہ ذاتی فایدہ اُٹھایا جاتا ہے عجیب قسم کی چال ہے۔ جس کے سمجھنے سے میرا چھوٹا سا دماغ قاصر ہے جن کاموں کے ٹھیکہ دار دوسروں کو کہا جاتا ہے اس میں سے کسی ایک یا دوسرے کام کے لینے کے لئے خود درخواست کرتے ہوئے پیسہ اخبار یا وطن کے ایڈیٹر کو شاید شرم نہ آئی ہوگی بجالیکہ وہ خود بھی اسی انجمن کے ممبر ہیں۔ اگر یہ اصول درحقیقت غلط تھا کہ کوئی آدمی جو انجمن کی انتظامی کیٹی کا ممبر بھی ہو انجمن کا کوئی کام ٹھیکہ یا اُجرت پر نہ کرے تو **پیسہ اخبار** اور **وطن** نے ایسی درخواستیں کسی وقت کیوں دی تھیں۔ ان درخواستوں کا دینا ہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ اصول تو غلط نہیں پھر یہ شور و بکا کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ کام مولوی کرم بخش کو کیوں دیا گیا کیوں پیسہ اخبار کو نہ دیا گیا؟ اگر پیسہ اخبار کو دیا جاتا تو یہ شور و شر نہ ہوتا۔ ایسے راز کے افشا ہونے پر پیسہ اخبار کو کس قدر شرم کرنی چاہئیے۔

دُنیا کی کسی سلطنت اور قوم اور سوسائٹی کا یہ اصول نہیں ہو سکتا کہ اس کے اپنے لوگ اس کے بعض کام نہ کریں ایسی بدظنیاں اور بدگمانیاں مسلمان کہلا کر پیسہ اخبار اور اس کی پارٹی کو سزاوار ہو سکتی ہیں۔ باہر کے مسلمانوں پر شاید یہ امر مخفی ہو کہ اس **مخالفت** کی جڑ کیا ہے اس کی جڑ زیادہ تر یہی ہے کہ پیسہ اخبار کو چھپائی کا ٹھیکہ نہیں دیا گیا۔ اور کسی جاہ طلب بزرگ کو سیاہ و سفید کا مالک کیوں نہیں کیا جاتا۔ مطالبات جو پیش کئے گئے ہیں سلجنیر ۲ آدمیوں کے دستخط ہیں (قطع نظر اس کے کہ دستخط کرنے والوں کے باہمی تعلقات کیا ہیں) ان کے آخر میں یہ درخواست کہ

"ہم چاہتے ہیں کہ جنرل کونسل اور مجلس منتظمہ میں ایک معقول اضافہ تعداد ممبران میں کیا جاوے اور یہ ممبران ہماری رائے سے **معززین اور تعلیم یافتہ گروہ میں سے منتخب کئے جاویں** یا کوئی اور تجویز ایسی کی جاوے جس سے یہ نامناسب دھڑا بندی رفع ہو جاوے کیونکہ جب تک دھڑا بندی قائم ہے۔ اور قابل اشخاص انجمن کی کمیٹیوں سے باہر رکھے جا رہے ہیں تب تک موجودہ خرابیوں کا تسلی بخش انتظام ناممکن ہے۔"

اس درخواست پر غور کرو۔ یہ کیا بتاتی ہے۔ چار یا چھ آدمیوں کی رائے سے تعلیم یافتہ گروہ میں سے ممبروں کا انتخاب دھڑا بندی کو قائم رکھے گا اور بڑھائے گا یا کم کرے گا۔ کیا اختلاف رائے کا نام دھڑا بندی رکھنا دیانتداری ہے۔ ممبروں کے انتخاب میں تعلیم یافتہ یا معزز احباب کا ہونا ایک الگ امر ہے لیکن غور طلب یہ بات ہے کہ کیا نرا معزز یا تعلیم یافتہ ہی ہونا ضروری ہے یا یہ کہ **وہ کام کرنے والا بھی ہو۔** اگر انجمن میں ایسے لوگ جمع کرنے کی خواہش ہے جو قرآن مجید کی مدنی آیات کو نکالنا چاہتے ہیں اور روزہ اور نماز کے احکام میں تبدیلی کے خواہش مند ہیں اور بنک کے سود کے مجوز ہیں تو پھر مسلمانوں کی سخت بے حیائی ہوگی۔ جو اس دینی کمزوری کو بھی محسوس نہیں کرتے۔

پرانے ممبروں سے ہمیں کوئی خاص دوستی نہیں اور مخالفوں سے کوئی دشمنی نہیں مگر سچی بات یہی ہے کہ جس ایثار اور محنت سے ان پرانے نیشن کے لوگوں نے کام کیا ہے دوسروں نے اس کے مقابلہ میں کوئی نمونہ نہیں دکھایا۔ ہاں جب سے ان کا قدم آیا ہے فساد بڑھ گیا ہے۔

انجمن حمایت اسلام کے کارکنوں کو مخالفین انجمن کی پروا نہیں کرنی چاہئیے۔ آج تک ایسے لوگ موجود ہیں جو مسلمان کہلا کر خلفاء راشدین پر سخت سے سخت الزام **غضب** کے لگاتے ہیں پھر اگر کسی نے کرم بخش یا محمد علی پر الزام لگا دیا تو کیا ہرج ہے۔

مخالفین انجمن میں وہ جو پنجاب کے سرسیّد بننے کے آرزومند ہیں وہ یاد رکھیں کہ یہ منزل دور ہے سرسیّد جو کچھ بھی تھا تھا مگر **مسلمانوں** کی دُنیوی حالت کی اصلاح کے لئے اس کے سینہ میں دردمند دل تھا۔ اس نے اپنے آرام کو اس پر نثار کر دیا۔ کافر۔ بے دین۔ مرتد کہلایا مگر جس کام کو ہاتھ میں لیا تھا اسے نہیں چھوڑا۔ طالبان اصلاح ہی تھے جنھوں نے سیّد محمود کے سکرٹری بنائے جانے پر ڈوئیل تک لڑنے کی دھمکیاں دی تھیں۔ اسی طرح اگر شمس الدین یا کسی اور کے مقابلہ کے لئے طیاری کی جاوے تو کچھ بعید نہیں مگر ایسی باتوں سے وہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔

عام مسلمانوں کو بدظن کر کے انجمن کو نقصان پہنچانا انجمن کے دوستوں اور مسلمانوں کے خیر خواہوں کا کام نہیں ہو سکتا۔ ان طالبانِ اصلاح کے جو مضامین اخبارات میں شائع ہوئے ہیں وہ خود ہی ان کی تردید کے لئے کافی ہیں الحکم ان مضامین پر انشاء اللہ تنقید کر کے دکھائیگا کہ مخالفین انجمن کی اصل اغراض مخالفت کیا ہیں؟ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس نازک وقت میں انجمن کی حمایت کریں اور اس طریق پر جو انجمن کی مخالفت میں اختیار کیا گیا ہے۔ نفرت ظاہر کریں میں اپنے مضامین کے سلسلے میں ان مسلمانوں اور اسلام کے خیالی ہوا خواہوں کی ان خدمات کو بھی ظاہر کرونگا جو انھوں نے اسلام کی کی ہیں تا کہ مسلمانوں کو اندازہ کرنے کا موقع ملجاوے۔ اور اس کے لئے انھیں پیسہ اخبار کی بہت سے ورق گردانی کرنی پڑیگی لیکن حقیقت کھل جائیگی۔ بہتر یہی ہے کہ اس طریق کو ترک کر دیا جاوے اور مسلمانوں کی

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۸ر آریہ دھرم ۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کر دیا ہے ۔ خصوصیت کیساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۸ر ۔ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط ۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر ۔ نور القرآن حصہ دوم ۔ عیسائیوں کا مجیب رد قیمت ۴ر ۔ فیصلہ آسمانی قیمت ۲ر ۔ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات ۔ تفسیر القرآن پارہ اول ۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۸ر) سلک مروارید حصہ اول ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر ۔ حصہ دوم ۴ر حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر ۔ برہان الحق قیمت ۳ر ۔ محامد المسیح قیمت ۳ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر ۔ تفسیر سورہ تبت قیمت ۳ر نمونہ قرآن مجید ۳ر

المشتہر
مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے ۔ کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنے مع محصول ڈاک ۸ر اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے ۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا